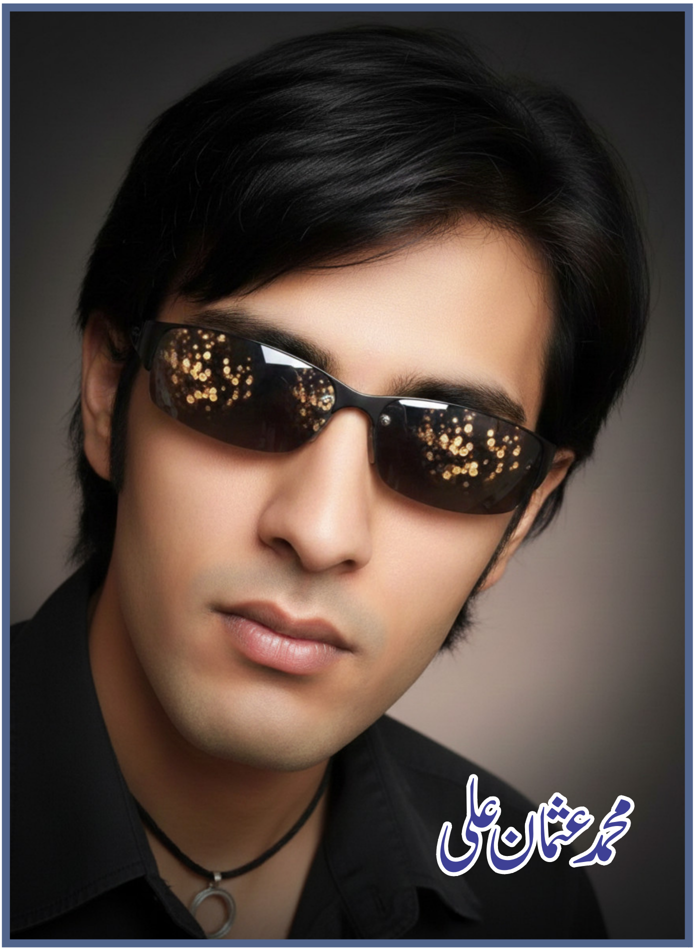

اجنبی
دل ودماغ کو سبک رفتاری سے مسحور کرتی ایک دلگداز، پُرسواز اور تحیر انگیز روداد۔
محمد عثمان علی


محمد عثمان علی

دل و دماغ کو سبک رفتاری سے مسحور کرتی ایک دلگداز، پُرسوز اور تحیر انگیز روداد۔

اجنبی

مصنف:۔

محمد عثمان علی

ڈرپبلی کیشنز

کتاب مارکیٹ نیو اُردو بازار کراچی

Usman Publications

Mob:0300-6913282

مہر آباد روڈ

میاں چنوں

عثمان پبلی کیشنز

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کُلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشر............................محمد عثمان علی

پرنٹر............................یو آرٹس ڈیزائن

قانونی مشیران..................سید علی ارسلان شاہ ایڈووکیٹ ملتان

............................علی رضا ایڈووکیٹ ہائی کورٹ میاں چنوں

مصنف............................محمد عثمان علی

مینجنگ ایڈیٹر..................خالد علی کراچی

سب ایڈیٹر......................شاہد علی کراچی

سرورق............................محمد عثمان علی

سن اشاعت:.....................اپریل ۲۰۰۹ ڈر ڈائجسٹ کراچی

قیمت............................ 35/- روپے

ڈر پبلی کیشنز
کتاب مارکیٹ نیو اُردو بازار کراچی

ڈیجیٹل پرنٹنگ و طابع: ____________

عثمان پبلی کیشنز مہر آباد روڈ میاں چنوں
Mob:0300-6913282

''**آسیہ**...... دیکھو کون ہے......؟'' ڈور بیل کی آواز سن کر قمر نے اپنی بیوی آسیہ سے کہا۔
قمر اپنی فیملی سمیت اس جگہ آج ہی شفٹ ہوا تھا۔ اس سے پہلے وہ کوٹ ادو میں رہتے تھے۔قمر ایک سرکاری ملازم تھا۔اس کا ٹرانسفر سیدھا کوٹ ادو سے لاہور میں ہوا تھا۔شاید اس کی قسمت نے ساتھ دیا تھا جو اسے فوراً ہی ایک اچھا سا گھر مل گیا۔گھر کیا تھا بلکہ ایک شاندار کوٹھی تھی۔اس نے کوٹھی کو دیکھتے ہی فوراًا سے خرید لیا۔کوٹھی میں داخل ہوتے وقت آسیہ کو بھی جیسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اتنی شاندار اور وسیع کوٹھی قمر بھی خرید سکتا ہے۔
قمر کی فیملی صرف چار افراد پر مشتمل تھی۔اس کی بیوی آسیہ،دو بچے حنا اور شہر یار اور چوتھا وہ خود،آج ان کا کوٹھی میں پہلا دن تھا۔اس وقت قمر بیڈ روم میں ایک خوب صورت پینٹنگ لگا رہا تھا جبکہ آسیہ قریب ہی صوفے پر براجمان تھی۔ڈور بیل کی آواز اس نے بی سن لی تھی۔لہٰذا وہ اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔
دروازہ کھولنے پر اسے ایک خوب صورت،حسین لڑکی نظر آئی جو کھڑی دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہی تھی۔
دروازہ کھلنے پر اس نے چونک کر آسیہ کی طرف دیکھا اور پھر آسیہ نے دروازہ کھولتے ہوئے سرسری طور پر اس کڑکی کی طرف دیکھا۔اس کے نین ونقش نہایت دلفریب اور پرکشش تھے۔ آنکھوں میں جیسے ساگر جھلک رہے تھے۔

رخسار سرخ اور بھرے بھرے تھے۔ بال کندھے تک عمدگی سے تراشے ہوئے تھے۔ اس نے پنک رنگ کا نہایت خوب صورت اور قیمتی سوٹ پہنا ہوا تھا۔

''جی'' آسیہ کی آنکھیں سوالیہ انداز میں اجنبی لڑکی کے چہرے پر تھیں۔

''میں آپ کی پڑوسن ہوں۔'' برابر والی کوٹھی ہماری ہے۔ اس لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ لوگ یہاں نئے آئے ہیں۔ اس لیے سوچا آپ سے ملاقات کر آؤں۔ کیونکہ ایک پڑوسی کا دوسرے پڑوسی پر بڑا حق ہوتا ہے اور پڑوسیوں کو ایک دوسرے سے کام پڑتے ہیں۔ خوشی، غمی میں ایک جگہ اکٹھے جمع ہونا پڑتا ہے۔''

''اندر آجایئے۔''

آسیہ نے ایک طرف کو ہٹتے ہوئے اندر آنے کا راستہ دیا تو وہ لڑکی مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوگئی۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی آسیہ نے دروازہ بند کیا اور کمرے میں لے گئی۔

''میرا نام سمرن ہے۔'' اس لڑکی نے اپنا نام بتایا اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ آسیہ نے بھی اپنا نام بتاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا اور اس کے سامنے پڑے ہوئے دوسرے صوفے پر بیٹھ گئی۔ اسی وقت قمر کی آواز سنائی دی۔

''آسیہ کون ہے......؟''

''پڑوسن ہے۔ یہ ہمارے برابر والی کوٹھی میں رہتی ہیں۔ بس ملنے کے لئے آئی ہیں۔''

''ہوں......''

''آپ کے......''

''جی میرے ہزبینڈ ہیں......'' آسیہ نے فوراً کہا۔ ''نام قمر ہے۔''

''کتنے بچے ہیں آپ کے......؟''

''دو۔ ایک بیٹا ہے شہریار اور دوسری بیٹی حنا۔''

''آپ لوگ پہلے کہاں رہتے تھے؟''

''کوٹ ادّو میں۔''

''اس کا مطلب ہے کہ آپ کے لئے یہ شہر نیا ہے۔''

''ٹھیک کہا آپ نے۔''

''آپ کے ہزبینڈ کیا کرتے ہیں......؟''

''گورنمنٹ آفیسر ہیں اور اب ان کا ٹرانسفر یہاں ہوا ہے۔''

''ہمم ٹھیک......''

''اور آپ کے گھر میں......؟''

''میرے گھر میں کوئی نہیں ہے۔''

''کیا مطلب......؟'' آسیہ نے حیرانی سے سمرن کی طرف دیکھا۔'' آپ کے ہزبینڈ، بچے وغیرہ......!!''

''میرے بچے کیسے ہوں گے؟ میری شادی کو ابھی تین مہینے ہوئے ہیں۔'' سمرن کی اس بات پر آسیہ ہنس پڑی اور سمرن بھی آہستہ سے مسکرا دی۔

''پھر آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ آپ کے گھر میں کوئی نہیں ہے۔'' آسیہ نے کہا۔'' آپ کے ہزبینڈ تو ہیں ناں! انہیں آپ نے کیسے گول کر دیا......؟''

''انہیں میں کیسے گول کر سکتی ہوں؟ وہ تو پہلے سے ہی گول رہتے ہیں۔''

''خوب...... وہ کیسے......؟ ان کے پاؤں تو گھر میں جیسے ٹکتے ہی نہیں ہیں۔ رات کو 10 دس بجے سے پہلے گھر آتے ہی نہیں ہیں۔ یہی نہیں بعض اوقات تو وہ دو اور تین دنوں کے بعد گھر آتے ہیں۔ انہیں شاید یہ خیال تک نہیں آتا کہ گھر میں ان کی ایک بیوی بھی ہے۔''

''ہوں...... یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ آپ کو ان سے گلہ کرنا چاہئے کہ وہ وقت پر گھر آیا کریں۔'' آسیہ نے کہا۔

''کیا تھا۔ مگر وہ ٹال دیتے ہیں۔'' سمرن بولی۔

''ہوں...... اگر بائی چانس میرا ان کے ساتھ ٹکراؤ ہوا تو میں ان سے ضرور گلہ کروں گی کہ وہ تمہارا رکھا کریں۔ اگر تم ناراض نہ ہوگئی تو پھر میں ان کو تھوڑا سا ڈانٹ بھی دوں!'' آسیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے! یہ تو اچھی بات ہوگئی میرے لئے اور پھر اس میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے!''

اسی دوران قمر بھی سیڑھیاں اُترتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے سمرن کی طرف دیکھا۔ قمر پر نظر پڑتے ہی سمرن خاموش ہوگئی۔ آسیہ نے دونوں کا تعارف کروایا۔ دونوں نے رسمی سلام دعا کی۔ قمر سمرن کی طرف گہری نظروں سے دیکھتا ہوا بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں بار بار سمرن کے پُرکشش اور حسین کی طرف اُٹھ رہی تھیں۔ آسیہ کے ساتھ سمرن باتوں میں لگی ہوئی تھی۔ قمر بھی

سمرن کے ہلتے ہوئے سُرخ گلابی ہونٹوں کو......کبھی بار بار جھپکتی ہوئی بڑی بڑی آنکھوں کو...... کبھی سُرخ اور بھرے بھرے رخساروں کو ...... اور کبھی صراحی کی طرح نہایت خوب صورت گردن کو دیکھ رہا تھا۔نجانے قمر کی نظریں سمرن کے بدن پر کہاں کہاں پڑ رہی تھیں۔نجانے آج سمرن کو دیکھتے ہی اسے کیا ہوگیا تھا۔اس سے پہلے اس کے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔اس میں قمر کا بھی کوئی قصور نہیں تھا۔کیونکہ سمرن تھی ہی ایسی دلکش اگر قمر کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اس کا بھی یہی حال ہوتا۔ جب آسیہ نے قمر کو بتایا کہ سمرن شادی شُدہ ہے اوراس کی شادی کو تین ماہ ہو چکے ہیں تو قمر کا منہ بن گیا۔

''تو میں اب چلتی ہوں۔'' سمرن نے اُٹھتے ہوئے کہا۔''آپ لوگوں سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔آپ لوگ بھی آیئے گا ہمارے گھر۔'' سمرن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے اتنی جلدی۔'' آسیہ نے کہا۔سوری باتوں میں، میں نے پوچھا ہی نہیں کہ آپ کیا لیں گے،آپ واپس بیٹھ جائے میں چائے لاتی ہوں۔

''کوئی بات نہیں۔آپ تکلف نہ کریں۔''سمرن نے کہا۔''میں کوئی مہمان تھوڑی ہوں۔میں آپ لوگوں سے ملنے آئی تھی۔ چائے کے لیے آپ کو پھر کبھی تکلف دوں گی۔'' سمرن یہ کہتے ہوئے آسیہ سے ہاتھ ملایا اور قمر پر ایک بھرپور نظر ڈالتی ہوئی چلی گئی۔

آسیہ چند لمحے کھڑی رہی پھر اس نے قمر کی طرف دیکھا اور کچن میں داخل ہوگئی۔قمر اپنی آنکھیں بند کرتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔اسی وقت کچن میں آسیہ کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ چیخ کی آواز سن کر قمر ایک دم اُٹھ کھڑا ہوا اور دوڑتا ہوا کچن میں پہنچا تو دیکھا کہ آسیہ کی حالت غیر ہو رہی تھی،اس کا چہرہ فق تھا۔

''کیا ہوا......؟''تم اس طرح چیخی کیوں تھیں؟''

قمر نے پوچھا۔

''و......و......وہ۔''

''کیا......؟ وہ کیا......؟''

''و......و......وہ......دے......گ......چ......دیگچی میں......''

قمر تیزی کے ساتھ چولہے کی طرف بڑھا اور دیگچی میں دیکھنے لگا۔مگر دیگچی میں پکتے ہوئے گوشت کے سوا کچھ نہیں تھا۔اس نے چولہے کے آس پاس نظر دوڑائی اور پھر اس نے پلٹ کر

آسیہ سے کہا۔ ''کیا......؟ کیا ہے دیگچی میں......؟''

''دیگچی میں خون اور......ایک انسانی سر ہے۔''

''یہ تم کیا کہہ رہی ہو اس میں تو گوشت پک رہا ہے۔''

''نہیں...... یہ کیسے ہو سکتا ہے......؟'' آسیہ نے قمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''جب میں نے اس سے ڈھکن اُٹھایا تو مجھے اس میں خون اور ایک انسانی سر دکھائی دیا۔ دونوں آنکھیں مجھے بری طرح گھور رہی تھیں اور تیزی سے بھاپ اُٹھ رہی تھیں۔''

''تو پھر یہ خونی سر مجھے کیوں نہیں دکھائی دیا۔'' قمر نے کہا۔ ''شاید یہ تمھارا وہم ہو۔ تم خود ہی دیکھو دیگچی میں کیا ہے؟''

آسیہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے چولہے کے قریب پہنچی پھر اس نے دیگچی میں نظر ماری۔ دیگچی میں کوئی انسانی سر نہیں تھا بلکہ گوشت پک رہا تھا۔ اس جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

''اب بتاؤ کہاں ہے سر......؟''

''قمر میری بات کا یقین کرو۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ مگر اب......''

''اچھا چھوڑو اسے۔'' قمر نے کہا۔ ''یہ تمھارا وہم ہے۔ یہاں کوئی خونی سر ور نہیں ہے۔ اب جلدی سے کھانا پکاؤ مجھے بہت بھوک لگی ہے۔'' قمر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

☆......☆......☆

''**یہ** حنا اور شہریار کہاں ہیں؟'' آسیہ نے قمر سے کہا۔ قمر جو ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا، آسیہ کی طرف دیکھا، آسیہ کے ہاتھوں میں دو پلیٹیں تھیں جو ایک دوسرے کے اوپر تلے تھیں۔

کہیں باہر کھیل رہے ہوں گے، کیوں کیا کام ہے؟

''یہ سمرن کے ہاں دینا تھا۔'' آسیہ نے ہاتھ میں پکڑی پلیٹوں کی طرف اشارہ کیا۔

''کیا ہے اس میں......؟''

مٹن بنایا تھا۔ وہ ہے۔''

''لاؤ...... میں دے آؤں۔''

قمر نے کہا اور اٹھ کر آسیہ کی طرف بڑھا...... اور آسیہ قمر کی طرف...... پھر قمر نے آسیہ سے پلیٹیں پکڑیں اور باہر نکل گیا۔ باہر سخت دھوپ تھی۔ دوپہر کے 2 بجے کا وقت تھا اور سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ گلی میں کوئی نہ تھا۔ لوگ گرمی سے بچنے کے لیے اپنے اپنے گھروں میں گھسے ہوئے

تھے۔
قمر چلتا ہوا سمرن کی کوٹھی کے قریب پہنچ گیا۔ گیٹ ذرا سا کھلا ہوا تھا۔ وہ اندر داخل ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد کوٹھی کے اندر موجود تھا۔ کوٹھی اندر سے کافی خوبصورت تھی۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ مگر اسے کوئی نظر نہ آیا۔ وہ چلتا ہوا سیڑھیوں کے قریب پہنچ گیا۔ اسی وقت اسے گنگنانے کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز سمرن کی تھی جو کوئی گانا گنگنا رہی تھی۔ اس نے آواز کی سمت کا تعین کیا اور اس طرف کو چل دیا۔ سمرن کی گنگناہٹ اسی طرف سے آ رہی تھی۔ اسی وقت قمر کی نظر اپنے دائیں جانب پڑی۔ یہ باتھ باتھ روم تھا۔ جس کا دروازہ اندھے شیشے کا بنا ہوا تھا۔ اس اندھے شیشے کے دوسری طرف سمرن عریاں تھی جو کہ شاور لے رہی تھی۔ دروازہ اندھا شیشہ ہونے کی وجہ سے سمرن کا عریاں بدن واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ شاور سے گرتے ہوئے پانی سے اپنے بدن پر لگے ہوئے صابن کے جھاگ کو صاف کر رہی تھی۔ اندھا شیشہ ہونے کی وجہ سے بھی اس کے جسم کے نشیب و فراز تقریباً نمایاں ہو رہے تھے۔ جن کو باتھ روم کا بلائینڈ مرر دھندلا کر رہا تھا۔ چھپانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ قمر کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی چلی گئیں۔ وہ اپنی جگہ بُت کی مانند کھڑا باتھ روم کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

چند لمحوں کے بعد سمرن نے شاور بند کیا اور پھر اس نے ہینگر کے ساتھ لٹکا ہوا بڑا وائٹ ٹاول اُتار کر اپنے گیلے بالوں اور بدن کو اس سے خشک کیا۔ ٹاول سے اپنے بالوں کو خشک کرتے ہوئے وہ عمومی انداز میں ذرا سا گھومی تو قمر بوکھلا کر تیزی کے ساتھ دیوار کی اُوٹ میں ہو گیا۔ اسے ایک پل کے لئے لگا جیسے سمرن کی نظر اس پر پڑ گئی ہو۔ اس سے پہلے سمرن باتھ روم سے باہر نکلتی وہ جلدی سے وہاں سے کھسکتے ہوئے واپس آ گیا۔

کچھ دیر کے بعد سمرن بھی وہاں پہنچ گئی۔ اس نے لانگ وائٹ ٹاول اپنے بدن پر لپیٹا ہوا تھا۔ اس کے بھیگے بال شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے شانے اور ٹانگیں پنڈلیوں سے نیچے عریاں تھیں۔ قمر پر نظر پڑتے ہی وہ چونک پڑی۔ قمر اداکاری کے انداز میں دوسری طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ دوسری طرف تھا۔ وہ قمر کی طرف دیکھتے ہوئے چونک کر بولی۔

''اوہ...... آپ...... کب آئے......؟''

''مم...... مم...... میں ابھی آیا ہوں...... کچھ دیر قبل......!'' قمر نے بھی چونکتے ہوئے اس کی طرف پلٹتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر کھسیان پن چھایا ہوا تھا۔ آنکھوں میں عجیب سی حدت

ناچ رہی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ لال ہورہی تھیں۔

'' آئیں بیٹھیں......'' سمرن نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قمر سے کہا اور خود بھی اس کے سامنے موجود صوفے پر بیٹھ گئی۔

قمر ''تھینکس'' کہتے ہوئے اس کے سامنے موجود صوفے پر بیٹھ گیا۔ پھر قمر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پلیٹیں جو ایک دوسرے کے اوپر ڈھانپی ہوئی تھیں، پاس پڑے ہوئے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

'' یہ آسیہ نے بھیجا ہے۔''

'' کیا ہے اس میں......''

'' مٹن ہے۔ آسیہ نے پکایا تھا۔ آپ کے لیے بھیجا ہے۔''

'' اوہ، اس کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے خواہ مخواہ تکلف کیا۔

''پڑوسی ہونے کے ناطے فرض بنتا ہے اسی لئے......''

'' شکریہ......'' سمرن نے اپنی عریاں ٹانگوں کو ہلاتے ہوئے قمر کو شکریہ کہا اور پھر چند لمحوں کے توقف کے بعد وہ بولی۔'' ویسے بائی داوے اگر میں غلط نہیں ہوں تو آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں مجھ سے۔ مگر ہمت نہیں ہورہی کہنے کی۔''

''مم...... میں...... کیا مطلب؟ میں نے کیا کہنا ہے؟'' قمر ایک دم سے سٹپٹا گیا تھا۔

''جھوٹ مت بولیے مسٹر قمر......'' سمرن نے قمر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔''انسان کی زبان جھوٹ بول سکتی ہے۔ مگر آنکھیں نہیں...... تمہاری عجیب سی کیفیت میں ڈوبی ہوئی آنکھیں صاف بتا رہی ہیں کہ تم مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہو اور تم کیا کہنا چاہتے ہو یہ بھی صاف طور پر پتہ چل رہا ہے۔''

''نن...... نن...... نہیں...... وہ...... کک...... کچھ بھی نہیں۔'' قمر بری طرح سٹپٹا سا گیا۔''ایسا کک...... کچھ بھی نہیں ہے۔ تمہیں وہم ہے۔ کیا ہے میری آنکھوں میں؟''

''ایز یو لائیک قمر (As you like Qamar) اگر تم میں ہمت نہیں ہے تو میں بتا دیتی ہوں کہ تمہاری آنکھیں کہا کہنا چاہ رہی ہیں۔ ٹھیک ہے ناں۔''

''ہاں بتاؤ...... کیا......؟'' قمر کی آواز جیسے کھو سی گئی تھی۔

''تمہاری آنکھیں......'' سمرن نے قمر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بہت ہی مدہم...... مدہوش

سے لہجے میں کہا۔ ’’ان کہی باتیں بیان کررہی ہیں...... جن میں عجیب سی چاہت بھری ہوئی ہے۔ وہ کچھ کہنا چاہ رہی ہیں۔ بلکہ مانگ رہی ہیں۔ فریاد کررہی ہیں۔‘‘

’’کیا......؟‘‘ قمر بولا۔ اس کا دماغ سائیں سائیں کررہا تھا۔

’’مدہوشی کی...... اک کنارے کو پار کرنے کی...... دو دلوں کو ایک...... اور آنکھیں دو چار کرنے کی......‘‘ سمرن نے صوفے پر قدرے اٹھنے کے انداز میں سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز میں ایسا تاثر، نشہ تھا جو قمر کی آنکھوں کے راستے اس کے ذہن و دل پر حاوی ہورہا تھا۔ ’’مجھے حاصل کرنے لئے آپ بے قرار ہیں مسٹر قمر۔ میرے بدن کو دیکھنے کے لئے بہت بے چین ہیں آپ...... سیدھی بات یہ کہ حاصل کرنے کے لئے ہی۔‘‘

’’کک کک...... کیا مطلب؟ یہ آپ کیا کہہ رہی۔ یہ سب جھوٹ ہے۔‘‘ قمر نے بوکھلا کر کہا۔ اسے جیسے ایک زبردست جھٹکا لگا تھا اور اس میں بلاشبہ کوئی شک نہیں تھا کہ سمرن جھوٹ نہیں بول رہی تھی۔ سمرن کے منہ سے اپنے دل کی بات جان کر قمر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ قمرن نے جو سوچا تھا، وہ سب سمرن نے اس طرح بتا دیا تھا جیسے وہ کوئی جادوگرنی ہو۔ قمر کو یقین نہیں آرہا تھا کہ سمرن اس کا دماغ کیسے پڑھی سکتی ہے؟ اس کے دل کی خواہش کیسے جان سکتی ہے؟

’’تو کیا میں غلط کہہ رہی ہوں......؟‘‘ سمرن نے قمر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے صوفے سے اُٹھتے ہوئے کہا اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے قمر کے قریب پہنچ گئی۔ ’’کیا آپ اس بات سے انکار کریں گے مسٹر قمر کہ آپ مجھے شاور لیتے ہوئے بلائینڈ مرر سے دیکھنے کی کوشش نہیں کررہے تھے......؟‘‘

قمر نے بولنے کی کوشش کی۔ ’’وہ...... وو......‘‘

سمرن نے اس کے ہونٹوں پر اپنی خوبصورت انگلی رکھ دی۔ ’’شش ششش...... کچھ کہنے کی ضرورت نہیں......‘‘

قمر کی آنکھوں میں اس طرح نشہ بھر چکا تھا جیسے اس نے کافی شراب پی لی ہو۔ اس کا دماغ جیسے ماؤف ہو چکا تھا۔ سمرن نے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کردیا۔ سمرن کی سانسیں قمر کو اپنے چہرے پر پڑتی ہوئی محسوس ہورہی تھیں۔ قمر جیسے نیند کے عالم میں تقریباً پیچھے ہٹتے ہوئے بولا۔ ’’میں...... مم...... میں...... ای سا...... نن...... نہیں کرسکتا...... میری ایک بیوی ہے۔

میں اسے دھوکا نہیں دے سکتا۔ہم پڑوسی ہیں مگر اجنبی ......او......اور......ر......''
سمرن کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے قمر کی آنکھیں بوجھل ہوگئیں۔آواز میں کپکپاہٹ پیدا ہوگئی۔زبان نے جیسے مزید بولنے سے انکار کردیا تھا۔سمرن کا ایک ہاتھ قمر کے بالوں میں...... اور دوسرا ہاتھ قمر کے کندھے تھا۔قمر صوفے کی پشت کے ساتھ چپک سا گیا تھا گھستے ہوئے۔ اچانک سمرن کی آنکھوں سے روشنی کی ایک لکیر نکل کر قمر کی آنکھوں میں اتر گئی۔سما گئی۔قمر نے اپنے ذہن کو جھٹکا......مگر بے سود۔لاحاصل۔اس کے پورے جسم و ذہن میں جیسے عجیب سی مستی، مدہوشی اُمڈ آئی تھی۔دوسرے لمحے ہی قمر نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سمرن کے چہرے کو کانوں کے پاس سے پکڑ کر مزید قریب کیا تو سانسوں کا جو تھوڑا سا فاصلہ تھا وہ بھی مٹ گیا۔ قمر کے ہونٹ سمرن کے سُرخ جلتے ہوئے ہونٹوں میں پیوست ہوگئے۔ہونٹوں سے ہونٹ ٹکرائے تو جیسے کچھ ہوش باقی نہ رہا۔ایک جنگ چھڑ گئی تھی گلاب پنکھڑیوں کو نچوڑنے کی۔پینے کی۔قمر نے سمرن کو چومتے چومتے کھڑے ہوتے ہوئے پکڑ کر اٹھالیا اور دائیں جانب موجود بیڈ روم کی طرف چل پڑا۔ بیڈ روم کا دروازہ خود بخود کھلا اور قمر کے اندر داخل ہوتے ہی بند ہوگیا۔قمر کو ہوش ہی کہاں تھا۔

طوفان کے روپ میں شیطان نے کروٹ لی تھی۔طوفان بھی ایسا کہ کسی کو ہوش نہ رہا ہو۔ایسا طوفان جو محدود دائرے میں گردش کر رہا تھا۔اس طوفان کی زد میں مٹی اور ریت...... پانی اور شبنم......سرد و گرم......سانسیں اور آوازیں......سب ایک ہو چکے تھے۔ایک دوسرے میں مدغم ہو چکے تھے۔

☆......☆......☆

''**قمر** کو گئے ہوئے کتنی دیر ہو چکی ہے!اور نواب صاحب ابھی تک واپس نہیں لوٹے۔''
آسیہ نے سیڑھیاں اُترے خودکلامی کرتے ہوئے کہا۔'' اس طرح گئے ہیں جیسے سمرن کسی دوسرے شہر میں رہتی ہے۔مجھے ہی وہاں پہنچ کر معلوم کرنا چاہیے۔'' آسیہ یہ کہتے ہوئے باہر نکل آئی۔

حنا اور شہریار گارڈن میں کھیل رہے تھے۔وہ ان کے قریب سے گزرتی ہوئی گلی میں پہنچ گئی۔ اور پھر تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوئے چند لمحوں کے بعد وہ سمرن کے گھر کے دروازے پر تھی۔ دروازہ بند تھا۔اس نے ڈوربیل کا بٹن پریس کیا اور پھر کسی کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگی۔

آسمان پر سورج کی چمک ماند پڑ چکی تھی۔ مسجدوں میں عصر کی نماز پڑھائی جا چکی تھی۔ اس سے اندازہ ہو رہا تھا قمر کو گئے ہوئے کافی وقت بیت چکا تھا۔ چند لمحوں کے انتظار کے بعد دروازہ کھلا اور سمرن نظر آئی۔ آسیہ کو دیکھ کر سمرن نے چونکتے اور فوراً ایک سائیڈ پر ہٹتے ہوئے کہا۔ ’’ارے آپ۔ آیئے اندر آ جایئے......!‘‘

’’ابھی نہیں......‘‘ آسیہ نے کہا۔ ’’میں قمر کا پتہ کرنے آئی تھی۔ ابھی تک گھر نہیں آئے۔ آپ کے ہاں مٹن دینے آئے تھے۔ کیا آپ کو معلوم ہے وہ کہاں گئے؟ آئی مین آپ نے انہیں کسی کام سے کہیں بھیجا ہو!‘‘

’’نہیں تو......‘‘ سمرن نے نفی میں سر ہلایا۔ ’’وہ تو اسی وقت چلے گئے تھے۔ کیوں......؟ کیا وہ گھر نہیں پہنچے......؟‘‘

’’نہیں۔‘‘

’’آپ پریشان نہیں ہوں۔ واپس گھر جاتے وقت ہوسکتا ہے کوئی کام یاد آ گیا ہو اُن کو اور وہ کسی اور طرف چلے گئے ہوں! آ جائیں گے واپس آپ کے ہزبینڈ۔‘‘

’’یہاں تو ہم نئے آئے ہیں۔ کسی دوست کے پاس بھی نہیں جاسکتے جو راستے میں مل گیا ہو۔ بہرحال......‘‘

’’ہاں......اب یہ بات تو واپسی پر وہی بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں گئے تھے؟‘‘ سمرن نے بولتے ہوئے کہا۔ ’’آپ خوامخواہ پریشان ہو رہی ہیں، آپ آرام سے گھر جائیں یا پھر اندر آنا چاہیں تو میرے ساتھ آ جایئے۔‘‘

’’نہیں۔ میں گھر چلتی ہوں۔ آپ کا شکریہ۔‘‘ آسیہ نے کہا اور عمومی انداز میں سر ہلاتی ہوئی واپس پلٹ گئی۔ گارڈن میں گزرتے وقت اسے حنا اور شہریار دکھائی نہیں دیئے۔ شاید وہ دونوں اندر جا چکے تھے۔ آسیہ چلتی ہوئی گھر میں داخل ہوگئی۔ ابھی وہ کچن کی طرف پلٹ ہی رہی تھی کہ عین اسی وقت اسے کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس نے چونک کر سیڑھیوں کی طرف دیکھا۔ کوئی چلتا ہوا نیچے آ رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی آسیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں اور حیرت کے مارے اس کے منہ سے نکلا۔ ’’تت......تت......تم......اور یہاں......‘‘

☆......☆......☆

بیـــڈروم کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ مگر اسے لاک نہیں کیا گیا تھا۔ اس لئے کوئی بھی

دروازے کواوپن کر کے اندر آ سکتا تھا۔ ایک طرف دیوار کے ساتھ سفید رنگ کے نرم و ملائم بستر پر قمر لیٹے ہوئے سو رہا تھا۔ اس کا آدھا بدن برہنہ تھا اور آدھا سفید رنگ کی ملائم شادر میں لپٹا...... کچھ دیر کے بعد اس کی آنکھوں کے پپوٹے تھرتھرائے اور پھر اس نے اُٹھ کر اپنے بدن پر نظر ماری۔ اپنے آپ کو کپڑوں سے آزاد اور صرف اس ایک سفید چادر میں لپٹے دیکھ کر اس کے ذہن میں گزرے ہوئے واقعات گردش کرنے لگے۔

سمرن جسے دیکھتے ہی وہ کہیں گم ہوگیا تھا۔ اس کی طرف اس طرح کھینچا چلا گیا جیسے لوہا مقناطیس کی طرف...... اس سے پہلے اس کے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ وہ اپنے نفس پر قابو رکھنا اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ دوسروں کی طرح نہیں تھا جو اپنے نفس پر قابو نہیں رکھتے۔ مگر آج وہ اپنے نفس پر قابو نہیں رکھ سکا تھا۔ اس نے بہت کوشش کی تھی، خود کو بچانے کی۔ مگر سمرن کی آنکھوں اور حسن کے سحر میں جیسے وہ جکڑا گیا تھا۔ وہ واقعی کوئی جادوگرنی تھی۔ جس کا جادو اس پر اثر کر گیا تھا۔ وہ جذبات میں ڈوبا ہوا نظر آیا تو اس کے خون میں گردش جیسے تیز ہوگئی۔ وہ فوراً خیالوں کی دُنیا میں سے نکل آیا۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے کا لاک اوپن تھا۔ وہ بستر پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور دروازے کا لاک اوپن دیکھ کر اس کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کو لاک کرنے کے بعد اس نے شاور لیا اور پھر ڈریسنگ الماری میں سے کپڑے نکالے اور چند لمحوں کے بعد وہ کپڑے پہن کر بیڈ روم سے باہر آ چکا تھا۔ چلتے ہوئے اس کے ذہن میں صرف ایک ہی سوال گردش کر رہا تھا۔

وہ اپنے بیڈ روم میں کیسے پہنچا؟ کیا اسے یہاں سمرن چھوڑ کر گئی......؟ یا وہ خود یہاں اپنے قدموں پر چل کر آیا تھا......! اگر وہ خود اپنے قدموں پر چل کر یہاں پہنچا تھا تو اسے یاد کیوں نہیں آ رہا تھا؟

وہ چلتا ہوا سیڑھیوں پر سے اُترنے لگا۔ سیڑھیوں سے اُترے وقت اس کے قدموں کی آوازیں اُبھرنے لگی تھیں۔ اسی وقت قمر کو آسیہ نظر آئی۔ جو بیرونی دروازے سے اندر داخل ہوئی تھی۔ آسیہ نے چونک کر قمر کی طرف دیکھا۔ اسے دیکھتے ہی آسیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ حیرت کے مارے اس کے منہ سے نکلا۔ ''تت...... تت......تم......اور یہاں......''

''کیوں؟ کیا مجھے یہاں نہیں ہونا چاہیے۔'' قمر نے ایک لمحے کے لئے رُک کر کہا اور پھر چلتے ہوئے آسیہ کے قریب پہنچ گیا۔

''نہیں۔ میرا مطلب یہ نہیں۔'' آسیہ نے کہا۔'' دراصل میں تمہیں دیکھنے سمرن کے گھر گی تھی اور پھر تم میرے سامنے گھر میں داخل بھی نہیں ہوئے تھے۔ آخر پھر تم نے اتنی دیر کہاں لگائی۔ شام ہونے والی ہے۔ میں تمہیں باہر ڈھونڈتی پھر رہی تھی اور تم اوپر سے آرہے ہو۔''

''میں تو اسی وقت واپس آ گیا تھا۔ شاید کچھ دیر کے بعد......'' قمر نے کہا۔'' تم اس وقت کچن میں تھی۔ جب میں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کمرے میں پہنچا تھا۔ بستر پر لیٹے ہی مجھے نیند نے آن لیا اور اب میری آنکھ کھلی ہے۔ تم نے بیڈ روم میں نہیں دیکھا ہوگا مجھے۔ جب میں سو رہا تھا۔''

'' واقعی۔ میں نے تمہیں بیڈروم میں نہیں دیکھا تھا۔'' آسیہ نے کہا۔ وہ قمر کی باتوں میں آ گئی تھی قمر بھی بھلا اسے کیسے بتاتا کہ اصل وجہ کیا تھا۔ سمرن اور اس کے درمیان کیا ہوا تھا۔

پھر قمر اپنے دونوں بچوں کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں اپنی کتابیں پڑھ رہے تھے۔ وہ بھی اُن کی مدد کرنے لگا اور ان کے ساتھ مگن ہوگیا۔ جبکہ آسیہ شام کا کھانا بنانے کے لئے کچن کی طرف چلی گئی تھی۔

''قمر...... ذرا یہاں آنا۔'' کچن میں سے آسیہ کی آواز سنائی دی اور قمر اُٹھا اور کچن کی طرف ہو لیا۔ کچن میں داخل ہو کر اس نے آسیہ کی طرف دیکھا۔ آسیہ اپنے کام میں مگن تھی۔

''کیا ہے......؟'' قمر نے آسیہ سے استفسارانہ انداز میں کہا۔

''ابھی بریانی تیار کر رہی ہوں۔'' آسیہ نے جواب دیا۔

''میں کھانے کی بات نہیں کر رہا۔'' قمر نے کہا۔

''اوہ پھر کیا پوچھ رہے ہو......؟''

''میں نے تم سے پوچھا ہے...... کیا ہے......؟''

''میں سمجھی نہیں......'' آسیہ نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔'' کیوں......؟ کیا ہوا؟''

''کیا ہوا کا کیا مطلب......؟'' قمر نے پیار سے کہا۔'' ارے تم نے آواز دی تھی مجھے۔ اسی لئے تو میں یہاں چلا آیا اور پوچھا ہے تم سے کہ کیا ہوا......؟ اور تم اب حیرانی سے میری طرف دیکھ رہی ہو۔''

''میرے خیال سے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نے تو کوئی آواز نہیں دی۔''

قمر نے چند لمحوں کے لئے آسیہ کے چہرے کی طرف دیکھا۔ آسیہ کا چہرہ سپاٹ تھا۔ پھر قمر نے

اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟ کیا واقعی تم نے مجھے آواز نہیں دی تھی؟''

''ہاں بابا۔ میں نے تمہیں کوئی آواز نہیں دی۔ بھلا مجھے جھوٹ بولنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟''

''ٹھیک ہے۔'' قمر نے کہا اور پھر اس نے حنا اور شہریار کو آواز دی۔ وہ دونوں دوڑتے ہوئے کچن میں پہنچ گئے۔

''جی پاپا......'' انہوں نے بیک وقت مؤدب لہجے میں کہا۔

''بچوں تم دونوں بتاؤ کہ تمہاری مما نے مجھے آواز دی تھی یا نہیں......!''

''جی ہاں مما نے آواز دی تھی آپ کو پاپا۔'' انہوں نے کہا۔ ''آپ پڑھائی میں ہماری مدد کررہے تھے، جب مما نے آپ کو آواز دی تھی۔ کیوں......؟ کیا ہوا پاپا؟''

''کچھ نہیں۔'' قمر نے ان دونوں سے کہا۔ ''اب تم دونوں جاؤ اور اپنا کام کرو اور جلدی سے فنش کرواسے۔''

''یہ کیسے ہوسکتا ہے؟'' آسیہ نے بچوں کے کچن سے نکلتے ہی قمر کی طرف دیکھ کر حیرانی سے کہا۔'' میں نے اگر تمہیں آواز نہیں دی تو پھر تمہیں کس نے پکارا تھا؟ کیا وہ آواز میری ہی تھی؟ میری آواز جیسی ہی تھی؟''

''ہاں......وہ آواز تمہاری ہی تھی۔''

''میرے خیال سے وہ کوئی روح یا چڑیل وغیرہ ہوگی۔ جس نے میری آواز میں تمہیں پکارا ہوگا۔ کہیں یہ گھر آسیب زدہ تو نہیں ہے؟ میرے خیال سے ایسے ہی ہے۔ اسی لئے یہ گھر بلکہ کوٹھی تمہیں اتنی آسانی سے مل گئی۔ ورنہ اس دور میں ایک سادہ سا گھر بھی اتنی کم قیمت میں ملنا مشکل ہے۔''

قمر نے ہنس کر وقتی طور پر آسیہ کو ٹال دیا اور مزید کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ کچھ سوچتا ہوا کچن میں سے باہر نکل گیا۔

قمر کا ذہن بھی الجھن کا شکار ہوچکا تھا۔ ''آخر وہ آواز کس کی تھی؟ اگر آسیہ نے اسے نہیں پکارا تھا تو پھر وہ کون تھی؟ جس نے آسیہ جیسی آواز میں اسے پکارا تھا......آواز دی تھی۔ کیا آسیہ کی بات سچ تو نہیں؟ کیا واقعی یہ گھر آسیب زدہ ہے؟ اگر ہاں تو پھر ان کے ساتھ ایسا کوئی واقعہ کیوں نہیں پیش آیا جس سے وہ خوف زدہ ہوجائیں۔ جس سے ثابت ہوجائے کہ یہ گھر واقعی

آسیب زدہ ہے۔''

وہ انہیں سوچوں میں گم بچوں کے قریب پہنچ گیا۔ بچے اپنی پڑھائی میں لگے ہوئے تھے۔ اس نے صوفے کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے اپنی آنکھیں موند لیں۔ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ اسی وقت ڈور بیل کی آواز سنائی دی تو وہ بچوں کو پڑھنے کا حکم صادر کرتے ہوئے صوفے پر سے اُٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر دروازہ کھول۔ دروازے پر اس کے سامنے ایک آدمی کھڑا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کے گھسے پھٹے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ بال لمبے اور بکھرے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے کبھی کنگھی کی ہی نہ ہو۔ ناک تھوڑا سا پھیلا ہوا تھا۔ گندہ چہرہ اور کانوں میں سیاہ رنگ کی بالیاں، اس کی شخصیت کو پُراسرار بنا رہی تھیں۔

''کیا چاہیے......؟''

''تم کیا دے سکتے ہو......؟'' اُس نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''جو کسی فقیر کو دیا جاتا ہے......'' قمر نے کہا۔ ''اوراس کے علاوہ بھلا کیا دوں گا......؟''

وہ آدمی قمر کی بات سن کر زور زور سے ہنسنے لگا۔ اسے اس طرح ہنستا دیکھ کر قمر کا منہ بن گیا۔ وہ چند لمحے اسی طرح ہنستا رہا اور پھر بولا۔ ''کیا تمہیں میں فقیر دکھائی دیتا ہوں۔''

''کیوں......اس میں کوئی شک ہے؟''

''ہاں......''

''وہ کیا......؟''

''میرے ہاتھوں میں کشکول نہیں ہے۔''

''ہوں...... کشکول نہ رکھنے سے فقیری دور نہیں ہوسکتی۔''

''اچھا......''

''ویسے بھی تمہارے حلیہ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ تم کوئی فقیر ہو، کوئی نیک پہنچے ہوئے بزرگ نہیں۔ یہ لو پچاس روپے اور جاؤ۔''

'مجھے تمہارے ان پچاس روپوں کی ضرورت نہیں ہے۔'' اس نے قمر کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔

''تم اس گھر میں نئے آئے ہو......!''

''ہاں......ہم اس گھر میں نئے آئے ہیں۔ کیوں؟''

''کچھ نہیں......'' اس نے گھر کے اندر اور باہر نظر مارتے ہوئے کہا۔''خراب......خراب...... بہت خراب۔ اندھی قسمت، موت کے سائے، بہت ہی خراب وقت۔ ہوووو......ہوووو۔''

''یہ تم کیا اُلٹی سیدھی باتیں کرنے لگے ہو......؟''

''موت کے گھر میں رہنے والے تمہارا برا وقت چل رہا ہے۔'' اس نے گھر کے اندر دیکھتے ہوئے کہا۔''انجانی اجنبی چیزوں کے نرغے میں تم آ چکے ہو۔''

''مجھے پتہ ہے پیسے کمانے کا تم یہ نیا طریقہ استعمال کر رہے ہو۔ مگر میں تمہاری باتوں میں آنے والا نہیں ہوں۔''

''تم ناسمجھ ہو۔ اسی لئے میری باتوں کو سمجھ نہیں رہے۔ مگر بعد میں تم مجھے ضرور یاد کرو گے۔'' وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس پلٹ گیا۔

قمر نے دروازہ بند کیا اور چلتا ہوا بچوں کے قریب آ گیا۔ چند لمحوں کے بعد بچوں نے اپنی کتابیں اپنے بیگز میں ڈالیں اور اُٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے۔

☆......☆......☆

قمر اس وقت کھانے سے فارغ ہو کر اپنے کمرے میں آ چکا تھا۔ کچھ دیر کے بعد آسیہ بھی کمرے میں داخل ہو یہ اور چلتی ہوئی بیڈ پر آ گئی۔ روم کا ''اے سی'' آن تھا۔ جس کی وجہ سے گرمی کا نام و نشان نہیں تھا۔ بیڈ روم میں مکمل طور پر ٹھنڈک پھیلی ہوئی تھی۔ قمر اور آسیہ دونوں بستر میں گھس چکے تھے سونے کے لئے۔ ان دونوں کی آنکھیں بند تھیں۔ وقت سست روی سے گزر رہا تھا۔ ان کو لیٹے ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ اسی وقت قمر اُٹھ کر بٹھ گیا۔ وہ بہت بے چین لگ رہا تھا۔ وہ تیزی کے ساتھ اپنے پیٹ پر......کبھی کمر پر......کبھی گردن پر، کبھی چہرے پر، کبھی بالوں میں، کبھی ٹانگوں پر اور کبھی اپنے بازوؤں پر خارش کرنے لگا...... چند لمحے وہ یوں ہی کرتا رہا اور پھر اس کے منہ سے چیخوں جیسی آوازیں نکلنے لگیں۔ آوازیں سن کر آسیہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔

''کیا ہوا؟ کیا ہوا......؟ تم اس طرح کیوں چیخ رہے ہو......؟''

''اووووو ......اوو......آاااا......'' وہ اپنا منہ کھولتے ہوئے چلایا اور پھر اس نے اپنی سلیپنگ شرٹ پھاڑ کر اُتار پھینکی۔ اس کے بدن پر نظر پڑتے ہی آسیہ کی آنکھیں پھیلتی ہوئی سائیڈوں پر جا لگیں۔ اسے جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ چیختے ہوئے قمر کو خوف بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ آسیہ تیزی کے ساتھ چیخ مارتے ہوئے بیڈ پر سے اُتری اور دیوار کے ساتھ جا

لگی۔

آسیہ کے حیران اور خوف زدہ ہونے کی وجہ کوئی عام نہیں تھی۔ وہ دیوار کے ساتھ اس طرح لگی ہوئی تھی۔ جیسے وہ دیوار میں گھس جانا چاہتی ہو۔

قمر کی ٹانگوں پر، بازوؤں پر بلکہ پورے بدن پر بھورے رنگ کے چھوٹے بڑے عجیب و غریب شکل کے آبلے نکل رہے تھے۔ جن کو دیکھ کر ہی کراہت آرہی تھی۔ قمر کا پورا بدن بہت ہی بھیانک لگ رہا تھا۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ اس دوران اس کے بدن کے کسی بھی حصے میں سے خون نہیں نکلا تھا۔ بس درد ہورہا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ چیخ رہا تھا۔ قمر کی یہ بھیانک حالت دیکھ کر آسیہ خوف زدہ ہوکر دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی اسے خوف بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ قمر نے درد کے ہوتے ہی چیخنا بند کر دیا تھا۔ مگر درد بدستور ہورہا تھا۔ اس نے اپنے بدن پر نظر ڈالی اور اپنے بدن پر بھورے رنگ کے آبلے دیکھ کر وہ بھی خوف زدہ ہوگیا۔ اسے بھی جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ اس نے آسیہ کی طرف دیکھ، جو دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

''آسیہ تم وہاں کیوں کھڑی ہو......؟'' قمر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔'' یہاں آؤ میرے پاس۔ تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہارا قمر ہوں۔ کوئی اور مخلوق نہیں۔ اپنی اس حالت پر میں بھی حیران و پریشان اور خوف زدہ ہوں۔''

''قمر...... یہ تمیں کیا ہوگیا ہے؟ اور کیوں......؟'' آسیہ نے قمر کے نزدیک آتے ہوئے کہا۔ ''تمہاری یہ حالت کس طرح ہوئی؟ کہیں میری بات سچ تو نہیں وہی......!!''

''کونسی بات......؟''

''یہی کہ یہ گھر آسیب زدہ ہے۔''

اس سے پہلے کہ قمر کچھ کہتا اسی وقت ڈوربیل کی آواز سنائی دی۔

''اس وقت کون آیا ہوگا......؟''

''سمرن کے علاوہ کون ہوسکتا ہے؟ میں دیکھتی ہوں۔'' آسیہ نے کہا اور اُٹھ کر بیڈروم سے باہر نکل گئی۔ قمر بیڈ پر بیٹھا اس کا انتظار کرتا رہا اور پھر بیڈ سے نیچے اُتر آیا۔ وہ آسیہ کی باتوں پر غور کرنے لگا تھا۔ کچھ دیر کے بعد بیڈروم کا دروازہ کھلا اور آسیہ اندداخل ہوئی۔ اس کے ہاتھوں میں ایک بڑا سا لفافہ تھا۔ قمر نے اس کی طرف اور پوچھا۔'' کون تھا؟''

''کوئی اجنبی تھا۔ مجھے یہ لفافہ دے کر چلا گیا۔'' آسیہ نے لفافہ دکھاتے ہوئے کہا اور پھر اسے پھاڑ کر اس میں سے ایک کاغذ نکال لیا۔ اس کاغذ پر عجیب وغریب زبان میں کوئی تحریر لکھی ہوئی تھی۔ اس تحریر کے آخر میں مختلف لائنز سے کوئی نقش بھی بنایا گیا تھا۔ اس دونوں نے بہت کوشش کی، اس نقش کو سمجھنے اور تحریر کو پڑھنے کی...... مگر یہ عجیب وغریب زبان ان کی سمجھ میں نہ آسکی۔

''کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ یہ کیا لکھا ہوا ہے......؟'' قمر نے کہا۔

''واقعی......'' آسیہ نے کہا۔ مگر وہ اجنبی یہ لفافہ ہمیں کیوں دے کر گیا......؟ کاش میں یہ لفافہ وہیں کھول کر دیکھ لیتی! نجانے کیا لکھا ہے اس میں؟''

یہی باتیں کرتے ہوئے ایک بار پھر ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔ ان دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف استہزائی نظروں سے دیکھا۔

''اب کون آیا ہوگا......؟''

''دیکھو شاید وہی اجنبی ہو......!''

آسیہ نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک بار پھر بیڈ روم سے نکل گئی۔ کچھ دیر کے بعد دروازہ کھلا اور آسیہ روم میں داخل ہوئی اور آسیہ کے پیچھے سمرن...... قمر پر نظر پڑتے ہی وہ اپنی جگہ جیسے ساکت ہوگئی۔ اس کی آنکھوں میں بھی حیرانگی چھا گئی۔

''اوہ...... قق...... قم...... قمر......'' اس نے قمر کی دیکھتے ہوئے کہا۔ ''یہ آپ کو کیا ہوا...... آپ کے بدن پر یہ آبلے......!!''

''مجھے نہیں معلوم کہ یہ سب کیا ہوا ہے...... اچانک سے ہوگیا سوتے وقت...... اور اس وقت میں کرب میں مبتلا ہوں۔'' قمر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ''ویسے بائے داوے آپ کیا لینے آئی تھیں اس وقت......؟''

''ایک اجنبی آدمی آیا تھا میرے پاس گھر......'' سمرن نے کہا۔ ''آپ کا پتہ پوچھ رہا تھا تو میں نے بتا دیا۔ اب میں معلوم کرنے آئی تھی کہ وہ اجنبی آپ کے پاس پہنچ گیا تھا یا نہیں......؟''

''پہنچ گیا تھا۔''

''میرے خیال سے آپ پریشان سے لگ رہے ہیں۔ کیا میںں آپ کی کچھ مدد کرسکتی ہوں......؟'' سمرن نے کہا۔

قمر چند لمحوں کے لئے تو اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔ ''کیا آپ یہ تحریر پڑھ سکتی

ہیں......؟''

سمرن نے قمر کے ہاتھوں میں موجود کاغذ کو دیکھا پھراس کے ہاتھوں سے کاغذ لے کر اسے دیکھنے لگی۔

کاغذ کو دیکھنے کے بعد اس نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا۔''ہاں یہ زبان کافی پُرانی ہے اور مجھے آتی بھی ہے مگر اس کا نام نہیں یاد آ رہا۔ کیا نام تھا بھلا اس کا......اممم ...... ہاں یاد آیا۔ اتاشی زبان ہے۔ ہاں یہ اتاشی زبان ہے جو کافی قدیم ہے۔ کیا میں پڑھ کر سناؤں؟''

''ویری گڈ۔ ہاں ہاں پڑھو اسے ......اور بتاؤ اس میں کیا لکھا ہے؟''

''اس میں لکھا ہے کہ اس گھر کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ اس تہہ خانے میں ایک بُت رکھا ہوا ہے۔ اس بت کا سائز عام آدمی جتنا ہے۔ اس بت کو ہمیشہ اماوس کی رات کو دو انسانوں کے خون سے نہلایا جاتا ہے اور یہ کام اس کوٹھی میں رہنے والے کرتے ہیں۔ جس سے خوش ہو کر یہ بت انہیں بے پناہ دولت دیتا ہے۔ تاہم یہ کام نہ کرنے کی صورت میں یہ بت انہیں تڑپا تڑپا کر اذیت ناک موت سے ہمکنار کرتا ہے۔ آج اماو کی رات ہے۔ تم لوگوں نے ابھی تک کوئی انتظام وغیرہ نہیں کیا۔ تم لوگوں کو تھوڑا سا سبق دینے کے لئے اس گھر کے مالک کے بدن پر ٹھوس قسم کے آبلے اُگائے گئے ہیں۔ پیدا کر دیئے گئے ......اس خط کے ذریعے تم لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اب یہ کام کرنے کی باری تم لوگوں کی ہے۔ اس بت کو انسانی خون سے نہلاتے ہی اس گھر کے مالک کے بدن پر موجود تمام آبلے اسی وقت غائب ہو جائیں گے اور بت کی طرف سے خوش ہو کر انعام بھی دیا جائے گا۔''

سمرن کے چپ ہوتے ہی قمر اور آسیہ پریشان نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ اس خط اور اس میں موجود تحریر پر یقین نہیں کرنا چاہتے تھے۔ مگر قمر کے بدن پر موجود آبلے دیکھ کر انہیں یقین کرنا پڑا۔

''اب کیا کریں......؟'' آسیہ نے پریشان نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔

''میرے خیال سے ہمیں پہلے تہہ خانے کو دیکھنا چاہیے۔'' قمر نے کہا۔'' کیا واقعی کوئی تہہ خانہ بھی ہے یا نہیں۔ کیا آپ بتا سکتی ہو اس خط کے مطابق وہ تہہ خانہ کہاں ہے؟''

''کیوں نہیں؟ آؤ میرے ساتھ......''سمرن نے کہا اور انہیں لے کر بیڈ روم سے باہر آ گئی۔ سیڑھیاں اُترتے ہوئے وہ تینوں نیچے پہنچ گئے۔ سمرن نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ ایک طرف

کونے میں موجود تھے۔ وہ سب کمرے میں ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ اچانک سمرن کی نظریں دیوار کے ساتھ فرش پر ٹک گئیں۔

''یہی ہے اس تہہ خانے کا راستہ۔''

''کہاں......؟'' قمر اور آسیہ نے کہا اور پھر ان کی نظریں بھی اسی جگہ ٹک گئیں جہاں سمرن کی نظریں تھیں۔

''اس کا مطلب ہے، واقعی کوئی تہہ خانہ موجود ہے۔'' قمر نے کہا۔

''میرے خیال میں ہمیں تہہ خانے کو دیکھنا چاہیے۔'' سمرن نے کہا۔'' دیکھیں تو اندر کیا کیا ہے؟ بت کیسا ہے؟''

''میں تو کہتی ہوں رہنے دو۔'' آسیہ بولی۔'' مجھے انجانا سا خوف محسوس ہو رہا ہے۔ ہمیں پتہ تو چل چکا ہے کہ یہ خط درست کہہ رہا ہے۔ اس لئے ہمیں فوراً اور اسی وقت یہ گھر چھوڑ دینا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو ہم کسی بہت بڑی مصیبت میں پھنس جائیں۔''

''آپ خوامخواہ ڈر رہی ہیں آسیہ......'' سمرن نے کہا۔'' ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ میں بھی آپ دونوں کے ساتھ چلتی ہوں۔ چلو آؤ......''

سمرن نے فرش پر موجود دروازے کو اُوپر اُٹھایا تو سیڑھیوں کی ایک لمبی قطار نیچے جاتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ سیڑھیاں اُترتی ہوئی نیچے پہنچ گئی۔ سیڑھیاں اُترے ہوئے ''ٹک...... ٹک......'' کرتے ہوئے اس کے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ تہہ خانے میں اندھیرا ہونے کی وجہ سے آسیہ اور قمر سمرن کو دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ چند لمحوں کے بعد اس کے قدموں کی آوازیں آنا بھی بند ہو گئیں۔

''قمر...... آسیہ......'' انہیں سمرن کی آواز سنائی دی۔'' نیچے آجاؤ آپ دونوں بھی۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں سب کچھ ٹھیک ہے۔ سب کچھ ٹھیک نظر آ رہا ہے۔''

''چلو ہم بھی چلتے ہیں۔'' قمر نے کہا اور وہ بھی نیچے اُترتا چلا گیا۔ آسیہ کو بھی نیچے اترنا پڑا۔ چند لمحوں کے بعد وہ دونوں بھی سمرن کے قریب پہنچ گئے۔ سمرن سیڑھیوں کے قریب کھڑی ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ تینوں آگے بڑھ گئے۔ یہاں ہر طرف فرش پر مٹی کی گرد جمی ہوئی تھی۔ ستونوں اور چھتوں کے ساتھ مکڑیوں کے جالے لٹک رہے تھے۔ جن پر کچھ مکڑیاں بیٹھی ہوئی...... اور کچھ ادھر ادھر ہولے ہولے حرکت کرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ نہ ہونے برابر

مختلف چیزیں اِدھر اُدھر بکھری ہوئی تھیں۔ خاموشی کی لہریں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ وہ تینوں ادھر ادھر گھومتے پھر رہے تھے۔ مگر ابھی تک انہیں وہ بت دکھائی نہیں دیا تھا، جس کا ذکر اس خط میں کیا گیا تھا۔ چلتے چلتے اچانک آسیہ چیخ مارتے ہوئے قمر کے پیچھے چھپ گئی۔ سمرن اور قمر یک دم رُک گئے۔

☆......☆......☆

ہلکے ہلکے اندھیرے نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ ہر چیز مٹی کی گرد سے لتھڑی ہوئی تھی۔ دیواروں کا رنگ اتر چکا تھا۔ انسانی کھوپڑیاں اور مختلف اعضاء کی ہڈیاں ادھر ادھر بکھری پڑی تھیں۔ ان ہڈیوں کے ڈھیر کے سامنے تین سائے کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ ایک دوسرے کے بہت قریب کھڑے تھے۔ ان کے چہروں کا رُخ ہڈیوں کے اس ڈھیر کے دوسری جانب تھا۔ جہاں ایک کافی اُونچے چبوترے پر کوئی بت دکھائی دے رہا تھا۔ اس بت کا چہرہ کافی بھیانک تھا۔ جسے دور سے ہی دیکھنے پر خوف آنے لگتا......اس بت کے سر پر دو سینگ موجود تھے۔ آنکھیں باہر کو اُبھری ہوئی تھیں۔ ناک کافی موٹی تھی۔ بدن پر سیاہ رنگ کے سینکڑوں دانے بنے ہوئے تھے۔ جو بالکل قمر کے بدن پر موجود آبلوں جیسے تھے۔ اس بت کی ایک ٹانگ چبوترے سے نیچے اور دوسری چبوترے کے اوپر تھی۔ اس کے سامنے پڑی ہوئی ہڈیاں ان انسانوں کی تھیں جن کے خون سے اسے نہلایا جا چکا تھا۔ سمرن، آسیہ اور قمر تینوں خوف بھری نظروں سے بت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آسیہ، سمرن اور قمر کے درمیان کھڑی ہوئی تھی، اس نے قمر کا کندھا تھاما ہوا تھا۔ پکڑا ہوا تھا اور چھپنے کی کوشش کر رہی تھی جیسے وہ بت اس کو دیکھ نہ لے۔

''اب کیا کریں؟'' قمر نے کہا۔ ''آسیہ نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ یہ تو آسیب زدہ گھر ہے۔ کاش میں اس کی بات مان لیتا اور......اور شاید اس عذاب میں نہ پھنستا۔''

''بہر حال جو ہو گیا۔ سو ہو گیا......'' سمرن نے کہا۔ ''میرے خیال سے اب بھینٹ دینی ہی پڑے گی کسی دو انسانوں کی۔''

''بھینٹ......؟ ان دونوں نے سوالیہ نظروں سے سمرن کی طرف دیکھا۔''

''ہاں بھینٹ......'' سمرن نے کہا اور قمر کی طرف متوجہ ہوئی۔ ''اس خط میں لکھا ہے کہ آپ کے بدن پر سے اسی وقت یہ تمام آبلے ختم ہو سکتے ہیں۔ جب آپ دونوں اس بت کو کسی انسان

کے خون سے نہلاؤ گے۔ میرے خیال سے آپ دونوں یہ کام جلدی سے کر ہی دو۔ اس طرح قمر کو اس عذاب سے چھٹکارا بھی مل جائے گا اور یہ بت بھی آپ دونوں سے خوش ہو کر آپ دونوں کو دولت دے دے گا، جو کہ آپ دونوں کا انعام ہو گا۔

''آپ اس یقین کے ساتھ کیسے کہہ رہی ہو......؟'' قمر نے سمرن کو تیز نظروں دیکھتے ہوئے کہا۔ ''آپ تو اس طرح کہہ رہی ہو جس طرح انسانی خون اس بت کو نہیں بلکہ آپ کو چاہیے ہو۔ سچ سچ بتاؤ...... اس کام میں کہیں تمہارا تو کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ تمہارے لہجے اور باتوں سے عجیب قسم کی بو محسوس ہو رہی ہے مجھے۔''

''اوہ...... نن...... نہیں...... مم...... میں تو...... ویسے ہی کک...... کہہ رہی تھی۔'' سمرن ہکلائی۔ ''اس میں بب...... بھلا میرا کک کیا...... ہاتھ ہو سکتا میں۔...... مم...... میں تو ویسے ہی آپ کی بھلائی کے لیے کہہ رہی تھی۔ تت...... تمہارے فائدے کے لئے......''

''میں دوسروں کی طرح نہیں ہوں جو اپنے فائدے کے لئے کسی کا خون بہا دیتے ہیں۔ اگر خدا کی مرضی اسی میں ہے کہ میں اس عذاب میں مبتلا رہوں تو میں اس کی مرضی کے خلاف قدم نہیں اٹھاؤں گا۔ اگر یہ کسی شیطان کی کارکردگی ہے تو میرا خدا میرے ساتھ ہے۔ خدا اپنے بندے کی حفاظت کرتا ہے۔ اپنے بندوں پر اس کی نظر ہر وقت رہتی ہے۔ وہ میری بھی ضرور حفاظت کرے گا۔ اس عذاب سے مجھے نجات دلائے گا۔'' قمر نے کہا اور اپنے ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھا لئے۔

''اے میرے معبود...... میری توبہ قبول فرما۔ میرے گناہوں کو معاف فرما دے۔ میں تیرا گناہ گار بندہ ہوں۔ میری توبہ قبول فرما۔ میں اپنے تمام گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں...... ان تمام گناہوں کے لئے، جو میں نے ہوش وحواس میں رہ کر کیے ہوں یا ہوش حواس کھو کر...... جان بوجھ کر یا نجانے میں کیے ہوں...... میں اپنے موجودہ اور گزشتہ گناہوں کی دل سے توبہ کرتا ہوں۔ میری توبہ قبول فرما اور آئیندہ کے لئے تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق فرما۔ اے میرے رب مجھے اس عذاب سے نجات دلا دے۔ شیطان کے اس چنگل سے نکال دے۔ مجھے معاف فرما دے۔ مجھے معاف فرما دے...... یا اللہ۔''

''بھگتو اب تم دونوں۔ دیوتا کی خواہش نہ مان کر تم دونوں نے بہت بھیانک غلطی کی ہے۔ جس کی سزا اب تمہیں ملے گی۔ ضرور ملے گی۔ تمہارے سارے گھر کو عذاب بھگتنا پڑے گا۔''

سمرن لہجہ ایک دم سے بدل گیا تھا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات عود آئے تھے۔

''چاہے جو بھی ہو۔ میں ایسا گھٹیا کام ہرگز نہیں کروں گا۔ شیطان کا حکم کبھی نہیں مانوں گا۔ اپنے فائدے کے لئے کسی کا خون کبھی نہیں بہاؤں گا۔'' قمر نے اٹل فیصلے میں کہا۔

''ہوں......'' سمرن نے منہ بسور کر ترش انداز میں سر جھٹکا اور واپس پلٹ گئی۔ وہ تیز تیز قدموں سے اندھیرے میں گم ہوگئی تھی۔

اس سے پہلے کہ قمر اور آسیہ بھی واپس جانے لے لئے پلٹتے، اسی وقت بت کے سامنے پڑی ہوئی ہڈیوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ چھوٹی اور بڑی، ثابت اور ٹوٹی ہوئی ہڈیاں فرش پر رینگتی ہوئی ایک دوسرے کے قریب آنے لگیں۔ قمر اور آسیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ زیادہ خوف آسیہ کی آنکھوں میں تھا۔ وہ دونوں رینگتی ہوئی ہڈیوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ایک دوسرے کے قریب پہنچنے کے بعد ہڈیاں خود بخود ایک دوسرے کے ساتھ جڑنے لگیں۔ چند لمحوں تک مختلف سائز کی ہڈیاں ''کھڑ......کھٹ......کھٹا کھٹ......'' کی آوازیں پیدا کرتی ہوئی ایک دوسرے پر گرتی ہوئی مضبوطی کے ساتھ جڑتی رہیں اور پھر وہ ایک ڈھانچے کی شکل اختیار کرتی چلی گئیں۔ اِدھر اُدھر سے تین کھوپڑیاں فرش پر رینگتی ہوئی اس ڈھانچے کے قریب پہنچیں اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ فضاء میں اُڑتی ہوئی بے دھڑ کے اس ڈھانچے پر جا لگیں۔ اب ڈھانچے کے دھڑ پر تین کھوپڑیاں تھیں۔ ایک درمیان میں، دوسری دائیں طرف اور تیسری بائیں طرف۔ اس ڈھانچے کی تینوں کھوپڑیوں نے اپنی بے ہودہ آواز میں ہنسنے کی ناکام کوشش کی۔

آسیہ اور قمر دونوں تقریباً پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ اس ڈھانچے نے ان کی طرف دیکھا اور پھر وہ چلتے ہوئے ان کی طرف بڑھنے لگا۔

ڈھانچے نے ان کے قریب پہنچتے ہی اپنا ایک ہاتھ بڑھا کر قمر کی گردن کو پکڑ لیا۔ آسیہ نے بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مزاحمت کرتے ہوئے اس ڈھانچے کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ مگر اس ڈھانچے نے اپنا دوسرا ہاتھ آسیہ کے چہرے پر دے مارا تو وہ فضاء میں تیرتی ہوئی کافی دور فرش پر گھسٹتے ہوئے جا گری۔ ڈھانچے نے قمر کو گردن سے پکڑ کر اوپر ہوا میں اٹھایا۔ پھر اس نے قمر کو ایک جھٹکے سے فضاء میں اچھال دیا۔ قمر فضاء میں تیرتا ہوا دیوار کے ساتھ ٹکرایا اور نیچے گرتا چلا گیا۔ پھر اس ڈھانچے نے آگے بڑھ کر دوبارہ قمر کو فرش پر سے اٹھایا اور اس کے پیٹ میں مکا دے مارا۔

''اوغ......'' کی آواز کے ساتھ قمر دوہرا ہو گیا۔ آسیہ نے ایک گرد آلود کرسی اُٹھائی اور ڈھانچے کے پیچھے سے آ کر اس کے سر پر دے ماری۔ کرسی کافی پرانی ہونے کی وجہ سے ڈھانچے کے سر سے ٹکراتی ہی ٹوٹ گئی اور اس کے ساتھ ہی ڈھانچے کی کھوپڑی بھی ٹوٹ کر نیچے جا گری۔ ڈھانچے نے پلٹ کر آسیہ کی طرف دیکھا اور آسیہ گھبرا کر فوراً پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ ڈھانچہ آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد آسیہ دیوار کے ساتھ جا لگی۔ قمر نے پہلے بت کی طرف دیکھا اور پھر ڈھانچے کی طرف۔ ڈھانچہ دونوں ہاتھوں سے آسیہ کا گلا دبا رہا تھا، جس کی وجہ سے آسیہ کا چہرہ سرخ ہو چلا تھا۔ قمر کو جیسے ہوش سا آ گیا۔ اس نے تیزی کے ساتھ بھاگتے ہوئے ان کے قریب پہنچ کر ڈھانچے کی کمر میں کک ماری۔ ڈھانچے کو جھٹکا سا لگا۔ اس نے آسیہ کو جھٹکے کے ساتھ فرش پر گرا دیا۔ قمر نے ڈھانچے کے پیٹ میں پاؤں مارنا چاہا مگر ڈھانچے نے اس کا پاؤں پکڑ کر تیزی کے ساتھ فضاء میں گھما دیا۔ قمر گھومتا ہوا بت کے سامنے جا گرا۔ ڈھانچے نے چھلانگ لگائی اور قمر کے قریب پہنچ گیا۔

قمر فرش پر منہ کے بل گرا ہوا تھا۔ اس کے ہونٹوں اور ناک سے خون نکل رہا تھا۔ قمر جانتا تھا کہ ڈھانچہ ایک شیطانی طاقت کی وجہ سے زندہ ہوا ہے اور وہ اس شیطانی طاقت کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اس لیے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے آیت الکرسی پڑھنے لگا۔ ڈھانچے نے اسے اٹھا کر کھڑا کیا۔ اس سے پہلے کہ ڈھانچہ قمر پر دوبارہ کوئی حملہ کرتا، قمر نے آیت الکرسی مکمل ہوتے ہی ڈھانچے پر پھونک مار دی۔ ڈھانچہ اسے چھوڑ کر چیخیں مارتا ہوا فرش پر جا گرا۔ چند لمحوں کے لئے وہ تڑپتا رہا اور پھر دھماکے کے ساتھ پھٹ گیا۔ اس کی ہڈیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ادھر ادھر بکھرتی چلی گئیں۔ آسیہ اپنا گلا سہلاتے ہوئے قمر کے قریب پہنچ گئی۔ قمر نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر دیوار کے ساتھ پڑا ہوا لوہے کا کافی موٹا راڈ اٹھا لیا۔ پھر اس نے اس راڈ سے بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے......تو ان ٹکڑوں کے گرد تیز سرخ رنگ کی روشنی پھیلتی چلی گئی۔ قمر اور آسیہ نے سیڑھیوں کی طرف بڑھنا چاہا مگر اسی وقت انہیں شدید قسم کا جھٹکا لگا اور وہ دونوں دیوار کے ساتھ چیختے ہوئے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔ ان دونوں کے ذہنوں پر اندھیرے کی چادر پھیلتی چلی گئی۔

☆......☆......☆

روشنی کا ایک ننھا سا جگنو جگمگایا اور پھر وہ آہستہ آہستہ مزید روشن ہوتے ہوئے اس کے

ذہن پر پھیلتا چلا گیا۔ اندھیرا آہستہ آہستہ دور ہوتا چلا گیا۔

وہ اس وقت اسی کمرے میں موجود تھا، جہاں سے تہہ خانے کا راستہ نیچے جاتا تھا۔ اس نے فرش میں موجود دروازے کی طرف دیکھا، جو اس وقت پہلے کی طرح بند تھا۔ اس نے اپنے بدن پر نظر ماری اور پھر اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اُٹھیں۔ اس کا بدن دوبارہ پہلے جیسی اپنی اصلی حالت میں آچکا تھا۔ بدن پر پڑے ہوئے موجود تمام آبلے غائب ہو چکے تھے۔ اس نے فوراً خدا کا شکر ادا کیا اور پھر اپنے قریب پڑی ہوئی آسیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ قمر نے آسیہ کو جھنجھوڑا تو پھر چند لمحوں کے بعد اسے بھی ہوش آ گیا۔ قمر کو صحیح سلامت دیکھ کر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور پھر اس نے بھی خدا کا شکر ادا کیا۔ وہ دونوں اُٹھ کر کمرے سے باہر آ گئے۔ صبح ہو چکی تھی۔ قمر نے گھڑی میں ٹائم دیکھا۔ صبح کے 9 بج چکے تھے۔ وہ دونوں بچوں کے کمرے میں گئے۔ بچے ابھی تک سو رہے تھے۔

''چلو اپنا حلیہ ٹھیک کر لیں۔'' قمر نے کہا اور پھر وہ دونوں باری باری نہانے اور فریش ہونے کے بعد صحن میں پہنچ گئے۔ آسیہ نے اس دوران ناشتہ بھی بنا لیا تھا۔ بچوں کو ناشتہ کروانے اور اسکول بھیج چکنے کے بعد وہ اور قمر چائے کا ایک ایک کپ پکڑے اب صحن میں موجود تھے۔ ان دونوں کے ذہنوں میں اب تک ہونے والے گزشتہ واقعات گھوم رہے تھے۔

''میرے خیال سے ہمیں سمرن کا پتہ کرنا چاہئے اس کے گھر پہنچ کر۔'' قمر نے آسیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تم نے دیکھا نہیں جب رات کو میں نے انکار کیا تھا کہ میں کسی انسان کا خون نہیں بہاؤں گا تو وہ کس طرح غصہ ہو چکی تھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے خون کی ضرورت اس بت کو نہیں بلکہ اسے ہو، جیسے میں نے بت کو نہیں بلکہ اس کا حکم ماننے سے انکار کیا ہو۔ مجھے تو ایسے لگتا ہے جیسے اس کام میں سمرن کا ہی سب سے بڑا ہاتھ ہو۔''

''واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔'' آسیہ نے کہا۔ ''اور تمہارے انکار سے وہ ہمیں چھوڑ کر غائب ہو گئی اور اس کا لہجہ یکسر چینج ہو گیا تھا۔''

''چلو...... آؤ پھر ذرا اسے بھی دیکھیں۔''

پھر وہ دونوں باہر نکل آئے۔ سورج کافی نکل چکا تھا۔ لوگ اپنے اپنے کاموں پر جا رہے تھے۔ وہ دونوں چلتے ہوئے سمرن کے گھر پہنچ گئے۔ قمر نے بیل کا بٹن پریس کیا۔ چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور ایک عورت نظر آئی۔ اس نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے

پوچھا۔ ’’جی! کیا چاہیے؟‘‘

’’ہمیں سمرن سے ملنا ہے۔‘‘

’’سمرن......؟‘‘ عورت کے لہجے میں حیرانی تھی۔ ’’کون سمرن؟ یہاں کوئی سمرن نہیں رہتی۔‘‘

’’یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟‘‘ قمر نے کہا۔ ’’ہم اسی جگہ اس گھر میں اس سمرن سے مل چکے ہیں۔ یہ گھر اسی کا ہے۔ہم یہاں نئے ہیں۔ساتھ رہی رہتے ہیں۔ وہ والا گھر ہمارا ہے۔‘‘ قمر نے اپنے گھر کی طرف اشارہ کرکے اس کو بتایا۔

’’آپ شاید مذاق کررہے ہیں۔‘‘ وہ عورت بولی۔

’’کیا مطلب؟‘‘ آسیہ نے کہا۔

’’ہم اس کوٹھی میں کئی سالوں سے رہ رہے ہیں۔ پھر یہ سمرن کہاں سے آ گئی ہمارے گھر......!! اور آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ لوگ یہاں آ بھی چکے ہو، اس سمرن کے پاس ملنے......! جس کے بارے میں پہلی بار سن رہی ہوں۔‘‘ اس عورت نے پہلے آسیہ اور پھر قمر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ’’یہ اچھا مزاق ہے۔‘‘

’’معاف کیجئے گا۔شاید وہ گھر کوئی اور ہوگا۔‘‘ قمر نے کہا۔

’’ہاں۔ بالکل۔آپ لوگوں کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔‘‘

’’ہاں......‘‘

اور پھر وہ دونوں واپس گھر آ گئے۔

’’یہ تم نے کیا کیا؟‘‘ آسیہ نے گھر میں داخل ہوتے ہی کہا۔ ’’تمہیں ڈھونڈتے وقت میں خود سمرن کے پاس وہاں گئی تھی اس گھر میں......جس کے بارے میں وہ عورت انکاری ہے۔اگر تم غلطی سے اس گھر کو پہچان نہیں سکتے تو میں پہچان سکتی ہوں۔ میں نہیں بھول سکتی۔مگر وہاں کی اس وقت کی سچوئیشن کو دیکھ کر میں حیران ہوں۔آخر کیا معاملہ ہے؟‘‘

’’اسی بات پر میں خود حیران ہوں۔‘‘ قمر نے کہا۔

اسی وقت ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔قمر نے ایک لمحہ کے لئے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر اس کی بڑھ گیا۔آسیہ کچن کی طرف بڑھ گئی تھی۔قمر نے دروازہ کھولا تو اسے وہی پراسرار آدمی کھڑا دکھائی دیا، جو شام کے وقت آیا تھا۔اس کے بدن پر وہی لباس تھا۔اس نے قمر کی طرف مسکرا کر دیکھا اور بولا۔ ’’اب بتاؤ۔کیا اب بھی میں فقیر دکھائی دیتا ہوں......؟‘‘

''اوہ،نہیں۔ مجھے معاف کر دیں بابا۔ میں آپ کو غلط سمجھا تھا۔''

''اگر تم یہ گھر چھوڑ کر چلے جاتے تو اس عذاب سے دو چار نہ ہوتے۔'' اس بابا نے کہا۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے گارڈن میں پہنچ گئے۔

''مجھے آپ کی شخصیت کافی پراسرار لگ رہی ہے۔'' قمر نے اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔ ''رات کو ہمارے ساتھ کیا ہوا تھا۔ اس کا ہمارے علاوہ کسی کو کچھ پتہ نہیں۔ مگر آپ......! کیا آپ بتا سکتے ہیں وہ اجنبی لڑکی سمرن کہاں گئی۔ وہ کون تھی؟ اس کا گھر اس کا گھر نہیں ہے۔ آخر یہ کیا چکر ہے۔؟''

''اس سمرن کے بارے میں تم صرف اتنا ہی جان لو کہ وہ تمہارے لئے اجنبی تھی۔ اک پیاسی روح تھی۔ جس نے اپنے بدن کی پیاس بجھا لی مگر......خون کی پیاس نہ بجھا سکی۔ اک ایسی اجنبی ،جس کی اجنبیت دور نہیں کی جا سکتی۔'' اس نے پلٹ کر قمر کی طرف دیکھا اور کہا۔ ''ویسے میری ایک بات مانو گے......؟''

قمر نے تیزی کے ساتھ کہا۔ ''جی جی بالکل ضرور۔ کیوں نہیں۔ آپ بولیں......!''

''مجھے پتہ ہے تم نے یہ گھر چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس لئے میں تمہیں یہی کہوں گا کہ اپنا یہ فیصلہ مت بدلنا۔'' اس نے کہا اور قمر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی وقت قمر کو آسیہ کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ چیخ کی آواز سن کر اس کی پیشانی پر شکنیں پھیلتی چلی گئیں۔ وہ بھاگتا ہوا گارڈن سے نکلا اور گھر میں داخل ہوتا چلا گیا۔

☆......☆......☆

''**آخر** یہ سب کیا ہے؟'' قمر نے دوبارہ گارڈن میں داخل ہوتے ہی کہا اور چلتا ہوا اس آدمی کے قریب پہنچ گیا۔ ''آپ کو پتہ ہے آسیہ کے چیخنے کی وجہ کیا تھی؟''

اس آدمی نے مسکرا کر قمر کی طرف دیکھا اور کہا۔ ''تہہ خانے کا نام و نشان مٹا دیکھ کر مارے حیرت کے ہی چیخی ہوگی اور بھلا کیا وجہ ہو سکتی ہے!''

''آخر وہ تہہ خانہ اب کہاں غائب ہو گیا؟'' قمر نے کہا۔ ''اس تک جانے والا دروازہ بھی فرش پر سے غائب ہے۔''

''اجنبی ایک دوسرے کو راز کی باتیں نہیں بتایا کرتے۔'' اس آدمی نے پراسرار لہجے میں کہا اور چلتا ہوا چند قدموں کے فاصلے پر لگے ہوئے درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ قمر کے ذہن میں ایک

سوال مزید اُٹھا کہ اس نے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ ''آخر وہ آدمی خود کون ہے؟'' وہ تیزی کے ساتھ بھاگتا ہوا درخت کے پیچھے پہنچا مگر یہ کیا......؟ اس کا ذہن ایک بار پھر جھنجھنا اُٹھا۔ درخت کے پیچھے تو کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ آدمی اس طرح غائب ہو چکا تھا جس طرح گدھے کے سر سے سینگ......

ختم شد۔



خود غرضی، مطلب پرستی آوارگی کی لرزہ براندام کرتی...... ناقابل فراموش کہانی

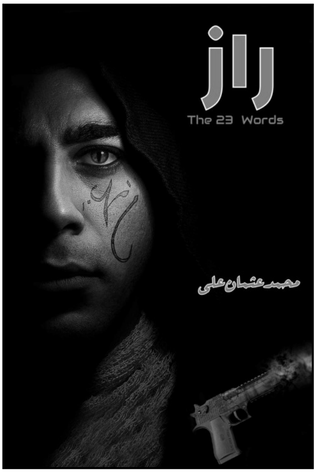
زہر

مصنف...... محمد عثمان علی

- **خاور** ــــ ایک غریب گھرانے کا لڑکا، جس کے گھر والوں کی اس سے بڑی اُمیدیں وابستہ تھیں۔ مگر......
- **خاور** ــــ جو معاشرے کی غلط کاریوں کا شکار ہو کر برائیوں کی دلدل میں اُتر گیا۔ پھر......؟
- **حسین صاحب** ــــ جس کے پورے اسکول میں ایک ہنگامہ پھیلا ہوا تھا۔ اور......!
- **فتح خان** ــــ ایک کتاب فروش دوکاندار۔ جو بے حد پریشان تھا۔ مگر کیوں......؟
- **جمال صاحب** ــــ جس کے گھر میں آصف، شفقت اور خاور نے داخل ہونا تھا۔ کیوں......؟
- **کہکشاں ہوٹل** ــــ جہاں آصف کا انتہائی پُراسرار انداز میں قتل ہو گیا تھا۔ کیسے......؟
- **اجنبی لڑکی** ــــ جس کی تلاش سلیم، شفقت، اور خاور کو تھی اور وہ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو چکی تھی۔ وہ لڑکی کون تھی......؟
- **ضرش** ــــ جسے خاور نے لفٹ دی تھی۔ مگر......!!

حساس موضوع پر لکھی گئی معاشرے کی عکاسی کرتی ڈر ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی ایک پُراسرار، لرزہ براندام حقیقی کہانی۔

سوچ کے اُفق پر جھلمل کرتی ایک ناقابل یقین عجیب وغریب دل ودماغ کو مبہوت کرتی کہانی۔



محمد عثمان علی

راز
The 23 Words

- **بروٹ:** ایسا شخص جس نے اپنے دیرینہ دوست کو قتل کر دیا تھا۔ مگر کیوں......؟
- **لارنس کناٹ:** ایسا آدمی، جو 23 الفاظ پر مشتمل پُراسرار راز چھپائے ہوئے تھا۔ وہ راز کیا تھا......؟
- **23 ورڈز:** ایسے الفاظ جن سے کسی بھی انسان کو اقتدارِ اعلیٰ مل سکتا تھا۔ مگر کیسے......؟
- **لارنس کناٹ:** جس کو بے ہوشی کے عالم میں بے رحمی سے گولی ماردی گئی۔ کیوں......؟
- **واشنگٹن پولیس:** جو اطلاع ملنے کے باوجود بھی لارنس کناٹ کے قتل کو نہ روک پائی۔

لارنس کناٹ کون تھا......؟ اسے کیوں قتل کیا گیا......!

ڈر ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی ایک عجیب وغریب انوکھی اور سسپنس خیز کہانی

Usman Publications
Mob:0300-6913282
عثمان پبلی کیشنز
مہر آباد روڈ
میاں چنوں

ایڈونچرس، سنسنی خیز، اسرار و تحیر، دہشتناک، عشق و محبت، طنز و مزاح، سائنس فکشن، سسپنس، ایکشن اور سراغرسانی سے بھرپُور کہانیوں کے ماسٹر مائینڈ مسٹری رائٹر محمد عثمان علی کے پُراسرار قلم سے لکھے گئے ناول۔

سوطاک	مقسوم
خوشبو	جن سان
اجنبی	گفٹ
طوسام	حیوان
سلگتے گلاب	راز
بھید	خوف
گمراہ	جھوٹی کہانی
ناما	مغرور
جن میزبان	تلاش
آبِ بقا	سل خوردہ
زہر	ہمواَش
معصوم ڈائن	سوطاک دیوتا
خالی قبر	نیکسٹ
چیمپئن	سیاہ بت

